ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر محمد کامران شہزاد

سرگودھا

ڈاکٹر اعجاز احمد جان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو قرطبہ یونیورسٹی پشاور

ڈاکٹر امیر تراب

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج گل آباد دیر (لوئر)

ناول "ہڑپا": عورت کے کرب، ظلم اور بے بسی کا استعارہ

Dr.Muhammad Kamran Shehzad
Sargodha.
Dr.Ijaz Ahmad Jan
Assistant Professor, Department of Urdu Qurtuba University Peshawar
Dr.Amir Turab
Assistant professor, Department of Urdu Government Degree College Gull Abad.

Harapa": The Metaphor of Woman's Agony, Oppression and Helplessness

Tahira Iqbal is a great contemporary novelist who has written marvellous novel like "Neeli Bar". "Harapa" is her third novel which has been published by Book Corner Jhelum in 2023. Apparently, it seems from the title of the novel that the history, culture and civilisation of five thousand years old society "Harapa" will be its subject, but a study of this novel reveals that it has diverse dimensions. This novel has been divided into three parts titled; "Abad Harapa", "Khandar Harapa", and "Fitrat Harapa", whose all parts are named after its characters. In this article woman's helplessness, woman's oppression on woman, envy, woman's role and position in contemporary patriarchal society are made subject. This novel is a tragedy of woman's agony, helplessness, obligation, and living in society with inferior status.

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

Key Words: *Tahira Iqbal, Harapa Novel, Woman's agony, Oppression, Helplessness.*

اکیسویں صدی کی خواتین فکشن نگاروں میں ایک متعبر حوالہ ڈاکٹر طاہرہ اقبال کا ہے، جنھوں نے مختصر عرصے میں اُردو افسانے کے ساتھ ساتھ ناول نگاری میں بھی اپنی پہچان مستحکم بنائی ہے۔ان کی افسانوی کہانیاں دیہاتی پسِ منظر، تہذیب و ثقافت کی نمائندہ، تاریخی، سیاسی و سماجی شعور سے لبریز ہونے کے علاوہ عصرِ حاضر کے مسائل کی عکاس نظر آتی ہیں۔ ان کا پہلا ناول "نیلی بار" پاکستان کی ستر سالہ تاریخ کے علاوہ پنجاب کا مہا بیانیہ ہے جبکہ دوسرا ناول "گراں" تین تہذیبوں کے افتراق کی داستان سناتا ہے۔ حال ہی میں طاہرہ اقبال کا تیسرا ناول بعنوان "ہڑپا" قارئین کی توجہ کا مرکز بنا ہے، جس کو بک کارنر جہلم نے ۲۰۲۳ء میں شائع کیا ہے۔بظاہر ناول کے عنوان سے یوں لگتا ہے کہ ناول میں پانچ ہزار برس پرانی تہذیب "ہڑپا" کی تاریخ، تہذیب و ثقافت اور زبان و بیان کو موضوع بنایا گیا ہو گا، لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ ناول ایک حد تک تو ہڑپائی تہذیب و ثقافت اور "ہڑپا" کے کھنڈرات پر پہرے داروں کو اپنے بیانیہ کا حصہ ضرور بناتا ہے لیکن یہ ناول بنیادی طور پر متنوع جہات کا حامل ہے۔"ہڑپہ" کے کردار جو اس تہذیب و ثقافت کے نمایاں اور مرکزی کردار ہیں ان میں "نیازی" نام کا پہرے دار ان کے ناول کا اہم کردار "چناں" کی زندگی پر بری طرح اثر انداز بھی ہوتا ہے مصنفہ نے اقبال خورشید کو دیے گئے انٹرویو میں ناول کے متعلق کہا ہے 'ہمارا گاؤں ضلع ساہیوال میں واقع ہے، جہاں ہڑپا کے کھنڈرات موجود ہیں، میں نے اپنا پورا بچپن اس خیال میں گزارا کہ ہم ایک ایسی سطح زمین پر زندگی گزارتے ہیں، جس کے نیچے ہزاروں برس پرانی تہذیب دفن ہے ہم بچپن میں مٹی کے گھروندے بناتے تو ذرا سی کھدائی سے سوختہ مٹی کی ٹھیکریاں نکل آتیں جو ظاہر ہے کہ بعد کے زمانے کی ہوں گی، لیکن جو ہڑپا میوزیم میں ظروف پڑے ہیں، ان سے فرق نہ تھیں. یہ خیال پورا بچپن ستاتا رہا کہ ہم بھی کسی اور ایسے ہی ٹیلوں تلے دفن ہو جائیں گے. اس خیال نے ناول کی بنیاد رکھی۔"[1] چونکہ مصنفہ کی اس رائے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بظاہر کئی برس پہلے اپنے آبائی گاؤں کو خیر باد کہہ آئیں لیکن آج بھی بچپن کی یادوں میں عورت کی مظلومیت اور فیوڈل ازم کے خلاف آواز بلند کر رہی ہیں اس لیے ناول میں بھی عورت کی بے بسی، عورت کے عورت پر ظلم، حسد، عصرِ حاضر میں پدرسری معاشرے میں عورت کے کردار اور مقام پر بات کرتا ہے۔

مجوزہ ناول کو تین حصوں بعنوان "آباد ہڑپا"، "کھنڈر ہڑپا" اور "فطرت ہڑپا" میں منقسم کیا گیا ہے، جس کے تمام ابواب اس کے کرداروں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔ناول کی ابتدا میں ڈاکٹر شاہ محمد مری کا بصیرت افروز مضمون ہے جبکہ فلیپ اصغر ندیم سید کے قلم کا نتیجہ ہے۔وہ ناول کے متعلق لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

"ہڑپا' میں محض ایک علاقے کی دنیا کے کردار اپنی جڑوں کے ساتھ دریافت نہیں ہوئے۔
یوں سمجھیں کہ 'ہڑپا' پنجاب کا بحر بیکراں ہے جہاں تاریخی جدلیات انسانی رشتوں کے خمیر
میں جس طرح جاگزیں ہے۔اُس کی خبر طاہرہ لے کر آئی ہیں۔"(۲)

ڈاکٹر طاہرہ اقبال جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتی ہیں۔اپنے منفرد اسلوب کے ذریعے اس کی روح تک زیر بحث لاتی ہیں۔ قاری ان کے سحر انگیز بیانیے میں محو ہو جاتا ہے۔راقم نے اس مقالے میں ناول کے اہم نسوانی کرداروں کو زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں ان کرداروں کی نفسیاتی پیچیدگیاں بھی عیاں کرنے کی کوشش کی ہے۔

"صنوبر" ناول کا اہم کردار ہے۔یہ کردار ارتقا کی منازل طے کرتا دکھائی دیتا ہے۔طاہرہ اقبال نے اس لڑکی کا کردار اس وقت سے تراشا ہے،جب وہ بارہ تیرہ برس کی بچی ہے۔بظاہر بچی دکھائی دینے والا یہ نسوانی کردار بلوغت کے آثار ظاہر کرتا ہے صنوبر چونکہ ایک جاگیر دار گھرانے کی بیٹی ہے اور اپنی ماں کے کرخت لہجے اور بے لچک شخصیت سے آشنا ہے اس لیے اس میں ڈر اور خوف کی کیفیت نمایاں ہے۔یہ کردار ایک ایسے خوف کے ماحول میں تراشا گیا ہے جہاں صنوبر گھر کی اکلوتی بیٹی ہونے کے باوجود صرف اپنے ماں کے خوف کی وجہ سے مسلسل دباؤ کا شکار ہتی ہے۔مصنفہ نے صنوبر کے مخصوص ایام میں اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہونے،بڑی بی بی جی (ماں) کے اس کو طعنے دینے پر کردار کی نفسیاتی تحلیل اتنی عمدگی سے کی ہے کہ قاری دم بخود رہ جاتا ہے۔صنوبر کا کردار روایتی مشرقی لڑکی کے کردار جیسا ہے جو حالات کے تحت دباؤ میں آنے کے بعد مسلسل اپنی شخصیت کی خود ہی نفی کرتی ہیں۔وہ اپنے جذبات کو مسلسل دبا کر رکھتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ زبان کو محاور تاً نہیں حقیقتاً تالا لگا کر رکھتی ہیں کہ ان کے منہ سے کوئی بات نہ نکلے۔صنوبر ایک ایسے ماحول میں بڑی ہوئی جہاں اس کی ماں کی اجارہ داری ہے وہ ایک آجر کی طرح ہے اور صنوبر ایک اجیر کی طرح سر جھکا کر ان کی ہر بات کو دل سے قبول کرتی ہے۔حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ طاہرہ اقبال نے اس کردار کو تراشتے ہوئے کہیں بھی اس کے اندر مزاحمت کی ہلکی سی رمق بھی نہیں دکھائی۔اتنی فرمانبرداری اور خوف ہے اس کردار کے اندر کہ وہ ایم اے پاس کرنے کے باوجود اپنے حق میں ایک لفظ تک نہیں بولتی۔صنوبر بڑی بی بی جی کے ظلم و ستم سے گھبرا کر خود کو نہ صرف مخصوص ایام میں لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کرتی ہے بلکہ آہستہ آہستہ اپنی ذات میں گم ہو جاتی ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ناول نگار نے جاگیر دار گھرانوں میں بچیوں کے اوائل جوانی کے مسائل،ماں اور گھر کی دیگر خواتین کے سامنے بھی مخصوص ایام کے حوالے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

شرم وحیا کے پردے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے "صنوبر" کا کردار تشکیل دیا ہے۔ صنوبر کے متعلق بڑی بی جی کے چند جملے ملاحظہ کیجیے:

> "گھ تے مٹھ بے حیا، قد دیکھو عمر دیکھو اور مے نکال لیے ہیں۔ ارے ہم اتنی اونچی لمبی، قد کاٹھ والیاں تھیں۔ لیکن پتا بھی نہ تھا۔ سیدھا سینہ اور یہ گھ تے مٹھ۔ گندی سوچ گندے خیالوں کا نتیجہ گندا۔۔۔۔ بے حیا، بے شرم، کچھ کھا کر مر کیوں نہیں رہتی۔ اس کا جی چاہتا وہ ان کے قدموں میں گر جائے اور گڑ گڑا گڑ گڑا کر التجا کرے۔ (۳)

محولا بالا اقتباس میں صنوبر کی بے بسی، کرب اور بڑی بی جی کا ظلم اور طعنہ واضح طور پر نظر آ رہا ہے۔ طاہرہ اقبال نے بڑے لوگوں کے رکھ رکھاؤ، بچیوں کے ساتھ ناروا سلوک، بیٹیوں کو دباؤ میں رکھنے کے ساتھ بیٹوں سے کم تر سمجھنا کی عکاسی دلکش کی ہے۔

"چناں"، صنوبر کو جب رشید نیازی کے متعلق بتاتی ہے اور اس کا جذبۂ اشتیاق اتنا بڑھاتی ہے کہ اس مہینے میں صنوبر کے دن اوپر ہو جاتے ہیں / یوں اسے خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ شاہد نیازی کے ساتھ اس کا جسمانی اتصال ہوا ہے اور حاملہ ہو گئی ہے۔ ان دنوں میں صنوبر کی بے قراری، اس کا خوف، دہشت، بڑی بی جی کا ڈر کے سبب صنوبر کا اقدام خودکشی، ان سب کی تفصیل طاہرہ کے مخصوص ہیجانی اسلوب کے تحت پڑھنے کو ملتی ہے۔ ڈاکٹر شاہ محمد مری صنوبر کے کردار کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے:

> "ناول ہڑپا میں فیوڈل گھر میں بیٹی صنوبر کا کردار بہت دلسوز ہے۔ وہ بالغ ہو رہی ہے۔ اور اُس عمر کے ساتھ ساتھ جسمانی تبدیلیاں گھر کی بڑی کو بری لگتی ہیں۔۔۔۔ مگر یہاں اس کے برعکس جسمانی تبدیلیوں کو برائی کے طعنے دے دے کر ان کی نفسیاتی نئی چیزوں کو بھی سختی سے دبا دیا جاتا ہے۔" (۴)

ناول کا دوسرا اہم کردار صنوبر کی والدہ "بڑی بی جی" کا ہے، جو ناول کا سب سے مضبوط نسوانی کردار ہے۔ یہ کردار نہ صرف نسوانی لحاظ سے یہ ایک رعونت سے بھری ہوئی عورت ہے، جس نے اپنی سگی بیٹی جو کہ اکلوتی بھی ہے۔ کو اپنا حریف سمجھ کر گھر میں ہر وقت طعنے اور کوسنے دے دے کر اس کی زندگی اجیرن کرتی ہے یہاں تک کہ وہ خود کو ایک کمرے میں مقید کر لیتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

بے جا سختی اور والدہ کے تلخ اور طنزیہ جملوں نے بیٹی کی زندگی عذاب بنا رکھی ہے۔ بلاوجہ کی روک ٹوک اور اسے گھر میں اکیلا کر دینے کا المیہ قاری کو افسردہ کر دیتا ہے، جس کے سبب قاری کے دل میں بڑی بی بی جی کے خلاف غم و غصے کی لہر پیدا ہو جاتی ہے اور یہی ناول نگار کی کامیابی کی دلیل ہے کہ اس نے اپنا کام بخوبی نبھا دیا ہے۔

طاہرہ اقبال نے اس کردار کو تشکیل دیتے وقت عورت کے دو روایتی کرداروں کی نفی کی ہے۔ ایک تو بڑی بی جی صنوبر کی ماں کا کردار ہے اس لحاظ سے اسے ماں بیٹی میں محبت کا کردار ہونا چاہیے یا محبت نہ بھی ہو تو ایسا نہیں ہوتا کہ ماں اپنی بیٹی کو اپنا حریف سمجھے اور اسے یہ خوف دامن گیر رہتا ہو کہ اس کی بیٹی اس کے راج سنگھاسن پر قبضہ کر لے گی روایتی طور پر دیکھا جائے تو یہ حریفانہ کشمکش صرف ساس بہو میں نظر آتی ہے جو صنوبر اور اس کے ماں کے کردار میں نظر آتی ہے حالانکہ صنوبر بالکل بے ضرر کردار ہے لیکن ناول کے اختتام پر صنوبر ہی ان کی اکلوتی وارث بچتی ہے جو ہر چیز کی مالک بن جاتی ہے۔ عورت کا دوسرا بنیادی کردار جس کی نفی اس ناول میں بڑی بی جی کے کردار کے ذریعے کی گئی ہے وہ ایک ماں کا کردار ہے جو اپنی جوان ہوتی بچی کو اس کے مخصوص ایام کے بارے میں مکمل آگاہی دینے کے بجائے اس کو اس کے لیے طعنہ بنا دیتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بچی کو جسمانی صفائی سے بھی آگاہ نہیں کرتی نہ ہی اسے ایک عورت ہونے کی حیثیت سے کوئی رہنمائی کرتی ہے نہ کسی ملازمہ کو اس کی رہنمائی کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ یوں دیکھا جائے تو روایتی ناول نگاروں کے کرداروں کے برعکس یہ کردار خاصا جاندار نظر آتا ہے۔ بڑی بی بی جی کے کردار کی پرتوں کو ناول نگار نے خوبی سے آشکار کیا ہے۔ ایک طرف عورت ہوتے ہوئے بی بی بیٹی پر ظلم کرتی ہے تو دوسری طرف اس کے ظلم کا شکار اس کا بڑا بیٹا "افتخار" بھی بنتا ہے۔ جس سے اتنی نفرت کرتی ہے کہ وہ گھر کا فرد ہوتے ہوئے بھی گھر سے فرار اختیار کرتا ہے۔ اس کے برعکس وہ اپنی تمام محبتیں اپنے چھوٹے بیٹے پر لٹاتی ہے۔ ماں کی نفرت کے سبب افتخار کو بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ماں کی ممتا میں تقسیم کے اثرات دونوں بھائیوں کے مابین جھگڑے کا سبب بنتے ہیں۔ جس کے سبب ایک دن چھوٹا بھائی بڑے بھائی "افتخار" کو قتل کر دیتا ہے۔ یہاں ناول نگار نے افتخار کے زخمی ہونے کے بعد چارپائی پر ڈالنے اور اسے شہر کے ہسپتال لے جانے کے لیے ٹریکٹر کے استعمال کی کہانی کو کربناک انداز میں بیان کی ہے۔ یہاں بڑی بی جی ایک ماں سے زیادہ وہ جاگیر دارنی ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ جوان بیٹا قریب المرگ ہے اور اسے اپنی چارپائی کی فکر ہے، جو خون سے تر ہے اور کسی طرح بھی اُس سے خون نہیں اتر رہا۔ یہاں مصنفہ اس مخصوص فیوڈل نظام کی عکس بندی کر رہی ہے، جو اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو وہ چاہے اپنا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ نفرت محبت میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

بڑی بی بی جی کا اپنے بڑے بیٹے "افتخار" کے ساتھ ہونے والے مکالمے میں اس مخصوص نفرت کو قاری محسوس کر سکتا ہے، جو اولاد میں کسی ایک کا مقدر بنتی ہے۔ اولاد میں تخصیص ہمارے دیہاتی سماج یا جاگیر داری نظام کا بڑا المیہ ہے، جس کے باعث معاشرے میں فساد، نفرت کے ساتھ قتل و غارت بڑھتا ہے۔ جاگیر دارنہ نظام میں جائیداد اور وراثت کی ہوس میں اولاد میں کسی ایک کو ترجیح دینے سے انسان سب کچھ ہاتھ سے کھو جاتا ہے۔ جیسے کہ ناول میں بڑے ملک صاحب اور بڑی بی بی جی کردار تراشا گیا ہے۔ ماں کا بڑے بیٹے سے نفرت کا اظہار ان جملوں میں محسوس کیا جا سکتا ہے:

> "ماریں کڑکائیں اس کی ہڈیاں۔ میرے معصوم بچے کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اس غنڈے نے۔ اس حرامی نے کسی کی آئی آئے اسے، جس روز یہ کتے کی موت مرے گا میں مکھانے بانٹوں گی۔ اللہ جی میری میں اس کی پھوڑی پر بیٹھوں۔ جو انیو ترٹے، میں اس کی لاش پر بین الاپوں، حرامی پلید سؤر۔۔۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ گولی لگے تجھے۔ لہو اگل اگل کے مرے۔"(۵)

محولا بالا اقتباس سے ایک طرف گاؤں کی خواتین کی کم علمی اور جاہلیت عیاں ہو رہی ہے کہ وہ بنا سوچے سمجھے کیسے کیسے نخس کلمے منہ سے ادا کرتی ہیں دوسری طرف ایک ماں کے منہ اپنے لختِ جگر کے لیے یوں بد عا نکلنے سے ایک لمحے کے قاری بھی ماں جیسے مقدس رشتے کی ممتا پر حیران ہوتا ہے۔ چونکہ مصنفہ نے عورت کو موضوع بنایا ہے اس لیے ناول میں فیوڈل ازم پر نہ صرف طنز کے تیر چلائے ہیں بلکہ سماج میں عورت کے کردار کی کہیں پرتیں بھی کھولی ہیں۔

> "چناں" اس ناول کا تیسرا اہم کردار ہے یہ ایک غریب جوان لڑکی ہے، جو بھیڑوں اور بکریوں کو چرانے کے لیے ہڑپا کے کھنڈرات میں زیست گزار رہی ہے۔ یہاں کے پہرے دار وقت ملنے پر یا موقع ملنے پر اس کی عصمت دری کرنے سے نہیں چوکتے اور غیر ملکی سیاحوں کو اس کی نمائش کرا کر اپنی معاشی ہوس پوری کرنے میں بھی تامل نہیں کرتے ہیں۔

مصنفہ نے "چناں" کی بے بسی، پہرے داروں کی بد معاشی اور ان کی "چناں" سے نفرت کو ناول کی ابتدا میں ہی آشکار کر دیا ہے۔ منظر کشی کے ساتھ ساتھ طاہرہ کے قلم کی دوسری نمایاں خوبی جزئیات نگاری کا بے مثل بیان ہے۔ ناول میں اگر کسی کردار کا تذکرہ چند سطروں میں بھی ہوا تب بھی ناول نگار نے وہ کردار اتنی مشاقی سے بُنا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

کہ قاری کے ذہن پر اثرات دیر پا رہتے ہیں۔اس ضمن میں نل پر کپڑے دھوتی ان عورتوں کی مثال دی جا سکتی ہے ،جو چناں کو دیکھتے ہی گالیاں نکالنے لگ جاتی ہیں۔چند جملے ملاحظہ کیجیے:

"گندی شوہدی،کالی ٹھنگی"

"ہٹ ہٹ دُور دفع بے وضو پلید قبرستان کی بے حرمتی نہ کر"

"دُر پرے دُور دفع ہمارے بچوں پر نحس سایہ نہ ڈال"

"کم ذات گدھی! سواد ہی خراب کر دیتی ہے"(۶)

زمانہ قدیم سے مرد عورت کو کمزور سمجھ کر کبھی مظلومیت کے پہاڑ توڑ دیتا ہے تو کبھی اکیلا جان کر اس کا جسم نوچنے کے جتن کرتا رہتا ہے۔طاہرہ اقبال نے بھی عورت کی مظلومیت کو سچائی کو نہ صرف بیان کرتی ہے بلکہ ظالموں کے منفی ہتھکنڈوں اور غلیظ سوچ کو بھی بانیے کا حصہ بناتی ہے۔ ہڑپا کھنڈرات کے پہرے دار جب "چناں" کا ریپ کرتے ہیں تو اس کے جسم پر زخموں کے نشان رنگوں والی باجی دیکھتی ہے۔اس کے پوچھنے پر کہتی کہ "باجی برا بھلا ہوا۔ملنگوں نے کیا۔خورے چار تھے کہ پانچ" یہاں ہمیں ایک طرف ہڑپا کی باسی ان پڑھ لڑکی کی سادگی نظر آتی ہے تو دوسری طرف میڈیا چینل کے زریعے ریپ کی خبر پوری دنیا میں پھیل چکی تھی۔ جس سے ملک کی تمام این۔جی اوز، حقوق نسواں کی تنظیمیں، وکلا، حزب اختلاف کی تمام سیاسی پارٹیاں سب جاگ اٹھے تھے۔"چناں" کے ساتھ ہونے والی جنسی زیادتی کے خلاف عوام کی بڑی تعداد احتجاج کے لیے سڑکوں پر نکل آئے تھے۔یہاں طاہرہ اقبال سوال یہ اٹھاتی نظر آتی ہیں کہ معاشرے میں آئے روز کئی ایسی نابلد لڑکیاں مجبوراً یا زبردستی جنسی تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔جن کی آہ و پکار سننے والا کوئی نہیں ہوتا لیکن کسی ایک عورت کے ساتھ ہونے والی ناانصافی یا زیادتی سے میڈیا سے لے کر سیاسی ورکر اور تمام انسانی حقوق کی تنظیمیں اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے تمام حربے استعمال کرتی ہیں۔ مصنفہ نے یہاں یہ بھی سوال اٹھایا کہ جس شخص یا افراد کے سبب اس عورت کی عزت تار تار ہوتی ہے۔اس کو معاشرے کے تمام انسانی حقوق کے علمردار اس ملزم کو قانون کے دائرے میں لانے کے لیے جتن کیوں نہیں کرتے؟

"چناں" کے ساتھ ہونے والی زیادتی کے بعد جس طرح سے میڈیا پر تشہیر کی گئی ہے۔یہاں واضح طور پر ماضی میں "مختاراں مائی" پر ہونے والی ظلم کی عکاسی نظر آتی ہے،جو گمنام خاتون تھی لیکن اس ظلم کے بعد میڈیا پر خبروں کی زینت بنی۔دولت کے ترازو میں تل گئی لیکن "چناں" اس کے بعد بھی ویسی کی ویسی غریب اور مظلوم ہی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

رہی۔ میڈیا پر ہونے والی تشہیر اس کی رسوائی کا سبب بنی۔ مصنفہ کی تحریر میں عورت کی مظلومیت کا کرب جھلکتا ہے۔ ڈاکٹر شاہ محمد مری نے اس کی طرف واضح اشارہ کیا ہے:

> "طاہرہ اقبال اس جاگیر دار، اِس پیر، اِس اے سی، تھانے دار اور شہر کے تاجر و بیوروکریٹ کے گھر میں جھانکتی ہے تو پھر عورت کی بدترین مظلومیت اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ کمال یہ ہے کہ بدترین طبقاتی نظام میں 'آقا عورت' اور غلام عورت' دونوں برباد زندگیاں گزارتی ہیں۔"(۷)

ناول کا چوتھا اہم نسوانی کردار "بالی" کا ہے، جو طوائف کے روپ میں ناول کے صفحات کی زینت بنتی ہے، جس کو بننے سنورنے کا شوق ہے اس لیے معاشرے کا ہر فرد "بالی" کی نگاہِ التفات کا منتظر ہے۔ ناول نگار نے بالی کی طرف پدرسری معاشرے کے افراد کو پاؤں کی ٹھوکر سمجھنا اور مردوں کا بالی کو شہوت بھری نظروں سے دیکھنے کی روداد کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

طاہرہ اقبال نے کردار "بالی" کی بنت منفرد انداز میں کی ہے، جس کے ذریعے بتایا کہ کوئی بھی لڑکی طوائف خود بخود نہیں بلکہ اس کا قصوروار بھی معاشرے کا ہوس پرست مرد ہے، جس کی جنسی ہوس کا نشانہ بنتی ہے۔ اور بعد ازاں اسی پیشے کے ساتھ پکارا جانا پہچان بن جاتا ہے، جس کے لیے تو وہ کسی کی بیٹی، بہن، بھانجی وغیرہ نہیں رہتی، جس طرح ناول "بالی" اپنے آپ کو "بالی کنجری" کے نام سے پکارتی ہے۔ چند جملے ملاحظہ کیجیے:

> "کنجری اپنی ذات میں اکلی
> کنجری آپ اک ذات ہے
> کنجری آپ اک دھرم۔۔۔۔۔۔
> میں آپ ہی آپ تو کنجری نہیں ہو گئی، بنانے والوں نے بنایا۔"(۸)

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ عورت کو طوائف بنانے میں مرد کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ وہ مرد جو مضبوط اعصاب کا مالک اور سنگ دل ہوتا ہے۔ لیکن عورت اس کو اپنی محبت اور خوب صورتی سے زیر کر لیتی ہے۔۔ ناول میں ایسے ہی مرد کردار جو ہڑپا کھنڈرات میں پہرے دار ہیں وہ "چناں" جیسی بے بس اور ظلم کرتے ہیں لیکن جس طرح ہی "بالی" کے سامنے آتے تو بھیگی بلی بن جاتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

"بالی" کے باب میں مصنفہ نے چناں اور بالی کا تقابلی جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ ہوٹل میں بیروں اور دیگر افراد کی طرف سے بالی کی عزت افزائی دیکھ کر چناں کے دل میں بھی خواہش نے سر اٹھایا کہ "میں تیرے جیسی کب بنوں گئی بالی"۔ جس کے جواب میں بالی مشورہ دیتی ہے کہ بہتر تو یہ تھا کہ تو میرے جیسی نہ بنتی۔ اگر بننا ہی ہے تو میری طرح ہوس پرستوں کی کتلیاں توڑنی ہوں گئی نہیں تو یہ نوچ ڈالیں گے۔ یہاں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مصنفہ کی ہمدردی "چناں" کے ساتھ ہے، جو بالی کے ذریعے اس غلیظ سماج کی زینت بننے سے روک رہی ہے لیکن راقم کے نزدیک اس کا دوسرا رخ بھی ہے کہ غریب، بے سہارا، روپے پیسے اور اچھے لباس کو ترستی لڑکی جب "بالی" جیسی لڑکیوں کا اپنے عشاق کے سامنے تیار ہو کر آنا اور بعد ازاں "نکے" جیسے گاہک کا دامن سے جوتا صاف کر کے پہننا "چناں" کو نہ صرف متاثر کرتا ہے بلکہ وہ ان الفاظ میں بالی کے حسن کی تعریف بھی کرتی ہے:

> "چناں کو لگا بالی سنگ مرمر کی وہ دیوی ہے، جو عجائب گھر کی الماریوں میں بھٹی کی پکی ہوئی مٹی کی مورتیوں سے الگ اک شان سے کھڑی ہے، جو کسی سنگ مرمر کے پہاڑ سے تراشی گئی ہے اور جس کی پوجا کی جاتی ہو گی۔ یہ بھٹی کی پکی ہوئی مورتیاں اس کی کنیزیں ہوں گی۔"(۹)

چونکہ "بالی" طوائف ہے اس لیے اس کی اہمیت کو خوبی سے اجاگر کیا گیا ہے۔ جیسے سلام کرنے خود تھانیدار آتا ہے۔ یہ ایک جملہ ہماری حسیت کی پردہ دری اور عقدہ کشائی دردمندی سے کرتا ہے کہ کیسے کیسے عہدوں پر براجمان مرد اپنی بیویوں کے بجائے "بالی" جیسی طوائفوں سے تسکین پانے کے لیے اپنی مردانہ وجاہت و انا کو پسِ پست ڈال دیتے ہیں مگر بیوی کے آگے اپنی مردانہ وجاہت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں مصنفہ عورت کے حق میں نے قلم کی طاقت سے احتجاج کرتی ہوئی بھی نظر آتی ہیں۔

ناول کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ طاہرہ اقبال عورت کی نفسیاتی پیچیدگیوں کی نبض پر ہاتھ رکھنے کی ماہر ہیں۔ مصنفہ نے ناول میں عیاں کیا کہ عورت جو معاشرے میں محبت کا مجسمہ سمجھتی جاتی ہے لیکن جب گھر کی حکمرانی، وراثت اور اپنے وجود کی منہدم ہوتی تصویر دیکھتی ہے تو عورت ہی کی دشمن بن جاتی ہے۔ مجموعی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ ناول عورت کے کرب، بے بسی، مجبوری اور معاشرے میں حقیر تر حیثیت میں زیست گزرانے کا المیہ ہے۔ بڑی بی بی جی کا کردار اگرچہ ظلم کا استعارہ ہے لیکن وہاں بھی مجبوری واضح نظر آتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-01

ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالہ جات

۱۔ اقبال خورشید، انٹرویو، https://www.humsub.com.pk/505894/iqbal-khursheed-34/ تاریخ ملاحظہ ۴ جولائی ۲۰۲۳ء، بوقت صبح ۸:۴۵

۲۔ طاہرہ اقبال، "ہڑپا"، جہلم، بک کارنر پبلی کیشنز، ۲۰۲۳ء، بیک فلیپ

۳۔ ایضاً، ص:۶۸

۴۔ ڈاکٹر شاہ محمد مری، "فیوڈل معاشرے سے حالتِ جنگ میں"، مشمولہ "ہڑپا"، ص:۱۸

۵۔ طاہرہ اقبال۔ "ہڑپا"، ص:۲۱۶

۶۔ ایضاً، ص:۳۱

۷۔ ڈاکٹر شاہ محمد مری، "فیوڈل معاشرے سے حالتِ جنگ میں"، مشمولہ "ہڑپا"، ص:۱۴

۸۔ طاہرہ اقبال، "ہڑپا"، ص:۵۱

۹۔ ایضاً، ص:۵۳